© rasailojaraid.com

شروع کر دیا جائے تو بہت سے وہ سوالات خود ہی حل ہو جائیں گے جو میراث کے بارے میں لوگوں کو الجھن میں ڈالتے ہیں' مثلاً ان پوتوں اور نواسوں کا معاملہ جن کے ماں باپ' دادا اور نانا کی زندگی میں مرجاتے ہیں''۔(تفہیم القرآن 'ج ۱'ص ۱۴۱)

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کیا چاہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ یتیم پوتے اور دوسرے قرابت داروں کے لیے وصیت کی جائے اور انھیں بھی حصہ دیا جائے۔ فوت ہونے والے کے لیے یہ حکم تھا' اگر وہ اس کی تعمیل اس لیے نہ کر سکا کہ اسے اس کا موقع نہ مل سکا' تب اس کی تعمیل ورثا کو کرنا چاہیے۔ اس لیے دو بہنوں' ایک بھائی کو چاہیے کہ وہ فوت ہونے والے بھائی کے دو بیٹوں ایک بیٹی اور بیوہ کو ۱/۳ جو غیر وارث کے لیے بطور وصیت رکھا گیا ہے' دے دیں اور ۲/۳ آپس میں تقسیم کرلیں۔ کل جایداد کو چھے حصوں میں تقسیم کر کے دو حصے' یعنی کل جایداد کا ۱/۳ شہید ہونے والے بھائی کے بیٹوں' بیٹی اور بیوہ کو ان کے حصص وراثت کے مطابق دے دیں اور بقیہ چار حصے اس طرح تقسیم کریں کہ دو حصے بھائی کو اور ایک ایک حصہ بہنوں کو مل جائے۔(مولانا عبدالمالک)

جمہوریت کی اصطلاح کی شرعی حیثیت

س : آج کل دنیا میں پرامن تبدیلی اور آمریت کے مقابلے میں جمہوریت اور جمہوری نظام کا چرچا ہے۔ اسے تمام مسائل کا حل تصور کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث کے حوالے سے واضح فرما دیں کہ جمہوریت کی اصطلاح کا مفہوم کیا ہے اور کیا اس کا وجود قرآن وحدیث میں پایا جاتا ہے؟

ج : اس اہم سوال کا براہ راست جواب دینے سے قبل مناسب ہوگا کہ اس بات پر غور کرلیا جائے کہ گو ہم قرآن کریم اور سنت رسولؐ یا حدیث کے بارے میں یہ ایمان رکھتے ہیں کہ یہی ہمارے لیے قیامت تک کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہیں' لیکن کیا ہدایت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر ممکنہ موضوع پر تفصیلات بھی فراہم کرے' یا ہدایت کا اصل مقصد بنیادی اصول اور بعض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایسی منتخب عملی مثالیں فراہم کرنا ہوتا ہے جو مختلف حالات میں رہنمائی فراہم کریں۔

قرآن و سنت بلاشبہہ قیامت تک کے لیے واحد جامع ہدایات ہیں لیکن ان میں دنیا کے ہر موضوع پر ایک مفصل باب تلاش کرنا یا ہر علمی اور فنی اصطلاح کا پایا جانا ایک غیر ضروری خواہش ہے۔ اس سب کے باوجود وہ جمہوریت ہو یا طب' فلکیات ہو یا بحریات' علمِ الارض ہو یا علمِ موسمیات' فلسفہ ہو یا ادب یا دیگر علوم و فنون' ان سب کے لیے اخلاقی اصول اور بنیادیں قرآن و سنت میں پائی جاتی ہیں جس کا یہ مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ قرآن طب یا کیمیا یا فلکیات کی کتاب ہے۔

جہاں تک سوال جمہوریت کا ہے' اس اصطلاح سے عموماً ہم وہ سیاسی نظام مراد لیتے ہیں جس کی فکری بنیادیں یورپی فکر میں افلاطون کی کتاب ''جمہوریت'' سے جا کر ملتی ہیں' یا وہ نظام مراد لیتے ہیں جس پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ امریکا یا بعض یورپی ممالک کرتے ہیں۔ ظاہر ہے امریکا یا یورپی ممالک جس جمہوریت کی بات کرتے ہیں اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ مغربی جمہوریت کی بنیاد لادینیت (secularism) پر ہے۔ لیکن مغربی جمہوریت میں آزادیِ رائے' اختلاف کا حق' اکثریت کی رائے کا احترام' آزادانہ انتخاب کے ذریعے ذمہ دارانِ ریاست کا انتخاب وغیرہ ایسے موضوعات ہیں جنھیں روحِ جمہوریت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے' جب کہ لادینیت اس کا جسم کہا جاسکتا ہے۔

اسلام نے سیاست اور حکومت کے حوالے سے قرآن و سنت میں جو اصول دیے ہیں ان میں روحِ جمہوریت اپنی اعلیٰ ترین شکل میں پائی جاتی ہے اور اس نظام کے خدوخال اور جسم بجائے لادینیت کے قیامِ دین پر مبنی ہے۔ گویا قرآن و سنت نے ایک جمہوری' عادلانہ اور دینی معاشرہ و ریاست کے قیام کے لیے ہمیں واضح اصول دیے ہیں جو مغربی جمہوریت سے بلند و برتر ہیں۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو قرآن کریم نے بنیادی سوال یہ اٹھایا ہے کہ انسان اس دنیا میں شترِ بے مہار ہے یا وہ اپنے خالق اور مالک کے نمایندے کی حیثیت رکھتا ہے؟ چنانچہ سورہ بقرہ میں یہ بات واضح کر دی گئی کہ انسان کا اصل مقام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کا ہے (البقرہ ۲:۳۱)۔ اس خلیفہ کا انتخاب یا تقرر کس طرح ہوگا' اس کے لیے قرآن کریم نے مختلف مقامات پر ہدایات دی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں۔ پہلی تو یہ ہے کہ مشاورت کر کے ایسے فرد کا انتخاب کیا جائے جو اس منصب کا اہل ہو۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ اہلِ ایمان کے تمام معاملات مشاورت سے طے ہوتے ہیں (الشوریٰ ۴۲:۳۸)۔ پھر اسی بات کو یوں بیان کیا گیا کہ اپنے امور میں مشورہ کرو اور جب کسی فیصلے پر پہنچ جاؤ تو پھر نتائج کو اللہ پر چھوڑ دو (اٰل عمرٰن ۳:۱۵۹)۔ ظاہر ہے انتخابِ ذمہ داران سے بڑھ کر اور اہم معاملہ کیا ہوسکتا ہے، اس لیے اس کی بنیاد عوامی شوریٰ ہی ہوگی اور مشورے کے بعد لوگ جسے منتخب کریں وہی ذمہ داری پر مقرر کیا جائے گا۔ تاریخ سے اس کی مثال حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا انتخاب ہے جس میں شوریٰ کی بنیاد پر ان حضرات کو منتخب کیا گیا۔

اسلام کے سیاسی اور معاشرتی نظام میں ذمہ داریاں کن حضرات کو دی جائیں گی، سربراہِ مملکت ہو یا دیگر شعبوں کے سربراہ ہوں وہ کس بنیاد پر منتخب کیے جائیں گے، اس کی بھی قرآن و سنت میں ہدایت دی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ ذمہ داریاں صرف ایسے افراد کو دی جائیں جو اس کے اہل ہوں (اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا - النساء ۴:۵۸)۔ اس اہلیت کو بھی دیگر مقامات پر سمجھا دیا گیا کہ اس سے مراد کیا ہے، یعنی وہ افراد جو دیانت دار ہوں، امین ہوں، علمی اور جسمانی لحاظ سے قوی ہوں، فیصلے کی قوت رکھتے ہوں، جن پر لوگوں کو اعتماد ہو، جو خود منصب کے پیچھے نہ بھاگ رہے ہوں وغیرہ۔

ان ہدایات کو سامنے رکھیں تو جس چیز کو جمہوریت کہا جاتا ہے اسلام کا دیا ہوا نظام اس سے بلند اور روحِ جمہوریت میں اپنی مثال آپ نظر آتا ہے۔ اس نظام میں اللہ کا رسول بھی اپنے صحابہؓ سے مشورہ کرتا ہے اور صحابہ کرامؓ پورے ادب و احترام کے ساتھ اس سے اختلاف کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپؐ جو فیصلہ کر رہے ہیں کیا یہ وحی کی بنیاد پر ہے یا آپ کی اپنی رائے ہے؟ اگر رسولؐ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی بنیاد وحی نہیں تو صحابہؓ کی تجویز پر عمل کیا جاتا ہے (غزوۂ بدر)۔ گویا آمریت، بادشاہت اور تنہا ایک فرد کی عقل و فیصلے کی جگہ مشاورت پر فیصلے ہوتے ہیں اور صاحبِ امر مشاورت کی پیروی کرتا ہے، اسے ویٹو نہیں کرتا۔ اسی کا نام روحِ جمہوریت ہے، جب کہ مغربی جمہوریت بالکل مختلف بنیادوں اور اصولوں پر قائم ہے۔ (پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد)

© rasailojaraid.com